1964_6_275_279

سوم چند سنگھوی

v.

بیبھوتی بھوشن چکرورتی

21 جنوری 1964

کے۔سبا راؤ اور جے۔آر۔مدھولکر جسٹسز

ضابطہ فوجداری، 1898 (ایکٹ 5 آف 1898)، دفعہ 197۔کا دائرہ کار۔

درخواست گزار نے مدعا علیہ اسسٹنٹ کمشنر آف پولیس کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ 348 کے تحت جرم کا ارتکاب کرنے کی شکایت کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ آئی ۔پی۔سی کی دفعہ 1208/420 کے تحت اپیل کنندہ کی گرفتاری پر مدعا علیہ نے اسے اس وقت تک ضمانت دینے سے انکار کر دیا تھا جب تک کہ شکایت کنندہ کو ادا کرنے کے لئے ایک مخصوص رقم کی ادائیگی یا تحریری طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے کارروائی جاری کی۔نظر ثانی کے بعد ہائی کورٹ نے اس عمل کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ دفعہ 197 ضابطہ فوجداری کے تحت ریاستی حکومت کی منظوری حاصل کی جانی چاہئے تھی۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر یہ دلیل دی گئی تھی کہ ہائی کورٹ نے اس عمل کو منسوخ کرتے ہوئے معاملے کے میرٹ پر فیصلہ کیا تھا حالانکہ اس کے سامنے کوئی مواد نہیں تھا اور اس لئے اس کا فیصلہ برقرار نہیں رہ سکتا تھا۔

منعقد: (i) اس بات پر غور کرنے کے لئے کہ آیا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 لاگو ہوگی، عدالت کو خود کو شکایت میں لگائے گئے الزامات تک محدود رکھنا چاہئے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو اس شکل سے آگے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے جس میں الزامات لگائے گئے ہیں اور وہ اپنے آپ میں ان کے مستند ہونے کے بارے میں کچھ بھی یقینی بنانے کے قابل نہیں ہے۔

(ii) ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 کے تحت مدعا علیہ کے استغاثہ کے لئے مناسب اتھارٹی کی منظوری ضروری تھی۔کسی جرم میں ملوث شخص کو ضمانت پر رہا کیا جانا چاہئے یا نہیں یہ مدعا علیہ کی صوابدید کا معاملہ تھا اور اگر اس نے صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے یہ کہہ کر غیر قانونی طور پر کام کیا کہ ضمانت اس وقت تک نہیں دی جائے گی جب تک کہ اپیل کنندہ ایسا کچھ نہ کرے جو اپیل کنندہ کرنے کا پابند نہیں ہے، تو مدعا علیہ

کو یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کے علاوہ کوئی اور کام کیا ہے۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1961 کی فوجداری اپیل نمبر 90۔

کلکتہ ہائی کورٹ کے 10 جنوری 1961 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے 1960 کے کریمنل ریویشن نمبر 1545 میں اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے سوکمار گھوش۔

جواب دہندہ کے لئے ڈی۔این۔مکھرجی۔

21 جنوری 1964: عدالت کا فیصلہ

مدھولکر جسٹس- یہ کلکتہ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل ہے جس میں مدعا علیہ کے خلاف کارروائی کے معاملے کو رد کر دیا گیا تھا۔

مدعا علیہ کلکتہ شہر میں اسسٹنٹ کمشنر آف پولیس ہے اور اپیل گزار نے اس کے خلاف شکایت درج کرائی تھی کہ اس نے دفعہ 348، آئی۔پی۔سی کے تحت جرم کیا ہے، یعنی اعتراف جرم وصول کرنے یا جائیداد کی بحالی پر مجبور کرنے کے لئے غلط طریقے سے قید میں رکھنا۔

درخواست گزار کے ذریعہ لگائے گئے حقائق درج ذیل ہیں:

منوہر لال سیٹھ نے 28 جولائی 1960 کو ان کے اور دو دیگر افراد فتح لال اور جئے چند کے خلاف دفعہ 120B/420 آئی۔پی۔سی اور دفعہ 420 آئی۔پی۔سی کے تحت شکایت درج کرائی تھی کہ ان لوگوں نے انہیں 6000 روپے میں پیتل کا بار خریدنے پر مجبور کیا تھا اس نمائندگی پر کہ یہ سونا تھا اور اس طرح انہیں دھوکہ دیا تھا۔ اس شکایت پر پولیس نے تحقیقات شروع کر دی تھیں۔ وہ منوہر لال سیٹھ کو اپنے کاروبار کے دوران جانتے تھے۔ شروع میں ان کے درمیان کافی دوستانہ تعلقات تھے اور بعد میں ان کے اور منوہر لال سیٹھ کے درمیان کافی اختلافات پیدا ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں منوہر لال سیٹھ نے ان سے کہا کہ اگر وہ منوہر لال سیٹھ کے حکم کے مطابق اپنے اختلافات کو حل نہیں کرتے تو وہ اپنے دوست جواب دہندہ کے ذریعے انہیں مشکل میں ڈال دیں گے اور اسی وجہ سے منوہر لال نے ان کے خلاف دھوکہ دہی کی شکایت درج کرائی۔ اس طرح یہ شکایت ایک جھوٹی شکایت تھی اور یہ عام بنیاد ہے کہ آخر کار اسے 2 جنوری 1961 کو کلکتہ کی آٹھویں عدالت کے پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے خارج کر دیا۔

پھر درخواست گزار کے مطابق، 3 اگست 1960 کو صبح 6:00 بجے بورا بازار پولیس اسٹیشن سے وابستہ سب انسپکٹر آف پولیس پی۔سی۔کونڈو نے ایک اور سب انسپکٹر ایس۔بھٹاچاریہ کے ساتھ ان کے

گھر کا دورہ کیا، ان کے گھر کی تلاشی لی اور انہیں گرفتار کرلیا۔ ان میں سے کسی کے پاس بھی گھر کی تلاشی کے لئے کوئی وارنٹ نہیں تھا اور نہ ہی ان لوگوں کے لئے جن سے انہوں نے انہیں بتایا کہ یہ مدعا علیہ کے احکامات کے تحت کیا جارہا ہے۔ گرفتاری کے بعد ملزم نے بتایا کہ اسے صبح 7 بجے بورابازار پولیس اسٹیشن لے جایا گیا اور پھر جوراسانکو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا اور اس پولیس اسٹیشن کے انچارج سب انسپکٹر ٹی۔کے۔تالکدار کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہاں سے انہیں کونڈو اور بھٹاچاریہ کے ذریعہ کمر میں رسی باندھ کر کلکتہ کے مختلف مقامات پر لے جایا گیا اور آخر کار دوپہر تقریبا 12 بجے لال بازار میں مدعا علیہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہاں مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کو دھمکی دینا شروع کردی اور اس سے منوہر لال سیٹھ کے ساتھ تنازعہ حل کرنے اور اسے 5000 روپے ادا کرنے یا تحریری طور پر تسلیم کرنے کے لئے کہا کہ وہ یہ رقم منوہر لال سیٹھ کو ادا کرے گا۔ تقریبا 3:30 بجے اسی دن ان کے بھائی ایشوری لال ایک قانون دان چکرورتی کے ساتھ مدعا علیہ کے دفتر گئے اور درخواست گزار کی ضمانت پر رہائی کی مانگ کی کیونکہ یہ جرم قابل ضمانت ہے۔ حالانکہ، مدعا علیہ نے یہ کہتے ہوئے ضمانت دینے سے انکار کردیا کہ منوہر لال سیٹھ کو 5000 روپے کی رقم ادا کرنے تک کوئی ضمانت نہیں دی جائے گی۔ درخواست گزار کا کہنا ہے کہ انہیں رات 8 بجے تک لال بازار پولیس اسٹیشن میں حراست میں رکھا گیا۔ وہاں سے انہیں جوراسانکو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا اور پوری رات زندان میں رکھا گیا۔ اگلے دن یعنی 4 اگست 1960ء کو انہیں لال بازار میں دوبارہ مدعا علیہ کے سامنے پیش کیا گیا جہاں مدعا علیہ نے اپنی دھمکیوں کو دہرایا اور کہا کہ ان کی انگلیوں کے نشانات حاصل کرنے اور ان کی تصویریں لینے کے بعد انہیں ایڈیشنل چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں لے جایا گیا جہاں انہیں دوپہر ڈھائی بجے کے قریب ضمانت پر رہا کردیا گیا۔

19 اگست، 1960 کو اپیل کنندہ نے دفعہ 348 اور دفعہ 220، آئی۔پی۔سی اور دفعہ 13C آف کلکتہ پولیس ایکٹ کے تحت کلکتہ کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے شکایت درج کرائی۔ اس میں ملزم کے طور پر نامزد دو افراد، ایس۔آئی۔کنڈو اور ایس۔آئی۔تالکدار، انہوں نے ان کے خلاف آئی۔پی۔سی کی دفعہ 220 اور کلکتہ پولیس ایکٹ کی دفعہ 13 سی کے تحت کارروائی جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں تک مدعا علیہ کا تعلق ہے تو اس نے اس کے خلاف دفعہ 348، آئی۔پی۔سی کے تحت کارروائی جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ مدعا علیہ کی جانب سے نظر ثانی کی درخواست پر ہائی کورٹ نے فاضل چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی جانب سے ان کے خلاف جاری کردہ کارروائی کو منسوخ کردیا۔ مدعا علیہ کی طرف سے ہائی کورٹ کے سامنے دلیل یہ دی گئی تھی کہ اس سے پہلے کہ اس کے خلاف دفعہ 197 کے تحت ریاستی حکومت کی

منظوری کے خلاف کارروائی کی جاسکے،سی۔آر۔پی۔سی حاصل کیا جانا چاہئے تھا۔اس دلیل کو ہائی کورٹ نے برقرار رکھا تھا۔

درخواست گزار کی طرف سے جناب سوکمار گھوش نے دلیل دی کہ ہائی کورٹ نے اس عمل کو منسوخ کرتے ہوئے معاملے کی خوبیوں پر فیصلہ کیا ہے حالانکہ اس کے پاس ایسا کرنے کے لئے کوئی مواد نہیں تھا اور اس لئے اس کا فیصلہ برقرار نہیں رہ سکتا۔

یہ درست ہے کہ اس غور کرنے کے لئے کہ آیا سی آر۔پی۔سی کی دفعہ 197 لاگو ہوگی یا نہیں عدالت کو خود کو شکایت میں لگائے گئے الزامات تک محدود رکھنا چاہئے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے اس شکل سے آگے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے جس میں الزامات لگائے گئے ہیں اور وہ خود ان کی حقیقت کا پتہ لگانے میں نااہل ہے۔یہاں ٹھوس الزام یہ ہے کہ جب درخواست گزار کو لال بازار میں ان کے دفتر میں پیش کیا گیا تو مدعاعلیہ نے اس سے منوہر لال سیٹھ کو 5000 روپے واپس کرنے کو کہا جس نے اپیل کنندہ اور دو دیگر کے خلاف دھوکہ دہی کی شکایت درج کرائی تھی اور اس نے اسے ضمانت پر رہا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل کنندہ نے اپنی شکایت میں شکایت کی ہے کہ مدعاعلیہ نے کہا ہے کہ اپیل کنندہ کو ضمانت پر اس وقت تک رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ رقم ادا نہ کرے یا اس رقم کی ادائیگی کے لئے اپنی ذمہ داری کو تحریری طور پر تسلیم نہ کرے۔یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ الزام سچ ہے،صرف یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدعاعلیہ نے درخواست گزار کو ضمانت پر توسیع دینے سے انکار کر دیا اور وہ چاہتا تھا کہ اپیل کنندہ منوہر لال سیٹھ کے ساتھ معاملہ طے کرے۔اس بات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ کسی جرم میں ملوث شخص کو ضمانت پر رہا کیا جانا چاہئے یا نہیں یہ مدعاعلیہ کی صوابدید کا معاملہ ہے اور اگر اس نے صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے یہ کہہ کر غیر قانونی طور پر کام کیا کہ ضمانت اس وقت تک نہیں دی جائے گی جب تک کہ اپیل کنندہ کچھ ایسا نہ کرے جو درخواست گزار کرنے کا پابند نہیں ہے، مدعاعلیہ کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کے علاوہ کوئی اور کام کیا ہے۔اس وجہ سے سی آر۔پی۔سی کی دفعہ 197 کے تحت مدعاعلیہ کے استغاثہ کے لئے مناسب اتھارٹی کی منظوری ضروری تھی۔

مسٹر گھوش کا کہنا ہے کہ درخواست گزار کی مدعاعلیہ کے دفتر میں حراست غیر قانونی تھی اور اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مدعاعلیہ اس کے حوالے سے کوئی قانونی اختیار استعمال کرنے کی پوزیشن میں ہے۔یہ سمجھنا مشکل ہے کہ اپیل کنندہ کی حراست کو غیر قانونی کیسے کہا جاسکتا ہے کیونکہ منوہر لال سیٹھ کی طرف سے درج کرائی گئی شکایت کی تحقیقات کے بعد ہی انہیں گرفتار کیا گیا تھا اور مدعاعلیہ کے سامنے پوچھ تاچھ کے لئے لایا

گیا تھا۔ ہمارے سامنے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں تھا کہ منوہر لال کی شکایت کی جانچ کا حکم دیا گیا تھا، حالانکہ اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا اس کا حکم مدعا علیہ نے دیا تھا یا ڈپٹی کمشنر آف پولیس نے۔ چاہے یہ ایک یا دوسرے کے ذریعہ تھا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مسٹر گھوش نے ہمارے سامنے یہ دلیل نہیں دی کہ درخواست گزار کی مدعا علیہ کے دفتر میں حراست غیر قانونی تھی کیونکہ اس کی ابتدائی گرفتاری وارنٹ کے بغیر ہوئی تھی۔ لیکن ہم اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ ایک پولیس افسر کو بینا اختیار نامہ قانونی طور پر کسی ایسے شخص کو گرفتار کرنے کا اختیار حاصل ہے جس نے مبینہ طور پر دفعہ 420، آئی۔ پی۔ سی کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہو۔

اس طرح کا موقف ہونے کی وجہ سے ہائی کورٹ نے اس عمل کو منسوخ کرنے کا جواز پیش کیا۔ لہٰذا ہم اس اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this
document